# مطبوعات

**براہین وحی** مرتبہ محمد اقبال سلمانی صاحب، ۱۰۴ صفحات چھوٹا سائز، قیمت مجلد ۴ ملنے کا پتہ: مکتبہ امت مسلمہ (ہند) اردو

یہ کتاب چند مختلف اہل قلم کے مضامین کا مجموعہ ہے جو نیاز صاحب فتحپوری مدیر "نگار" کے جواب میں لکھے گئے ہیں، نیاز صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول اور ایک کبھی نہ جھوٹ بولنے والا بلند اخلاق انسان سمجھنے کے باوجود قرآن کو کلام الٰہی نہیں تسلیم کرتے اور اس کو رسول اللہ صلعم کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ نیاز صاحب جیسے "روشن خیال" اور "عقلیت پرست" انسان کے منہ سے۔ جو اپنی فکری ترکتازیوں کے سامنے خدا کی خداوندی سے بھی مرعوب نہیں ہوتا، اتنی مہمل اور غیر معقول بات کا نکلنا انتہائی حیرت کا موجب ہے۔ آپ رسول کو رسول اور بلند اخلاق اور صادق و مصدوق بھی قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس امر کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کلام خداوندی نہیں بلکہ رسول کے اپنے ذہن و دماغ کا نتیجہ ہے، حالانکہ قرآن میں جو چیز سب سے زیادہ واضح ہے وہ یہی ہے کہ رسول جو کچھ بھی قرآن کے نام سے لوگوں تک پہنچاتا ہے وہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا پیغام اور اسی کا اتارا ہوا کلام ہے۔ تو گویا آپ نعوذ باللہ زندگی بھر خدا پر افترا کرتے رہے اور ہر روز یہ جھوٹ بول کر لوگوں کو فریب دیتے رہے کہ یہ سب فرمودۂ خدا ہے، درانحالیکہ وہ سب اپنے ذہن و دماغ کا نتیجہ ہوتا تھا؟ کیا ایک بلند اخلاق اور سچے انسان کا یہی کیرکٹر ہوتا ہے؟

یہ عجیب "عقلیت" اور "روشن خیالی" ہے کہ ایک چیز کی صداقت پر آپ کا دل بھی نہیں ٹھکتا لیکن اس کے باوجود اس سے چمٹے رہنا آپ ضروری سمجھتے ہیں۔ موجودہ مادی تہذیب کی پیدا کی ہوئی ذہنی انارکی میں اگر کوئی شے قابل ستائش بھی تو صرف یہ کہ انسان اسی بات کو اپنائے جس پر اس کا ضمیر مطمئن ہو اور ان چیزوں کو علانیہ رد کر دے جن پر اس کو اطمینان نہ ہو۔ مگر اس تہذیب کے ہندوستانی پیرووں کا باطن اس ایک جوہر سے بھی محروم ہے۔ اسلام کے مسلمہ اصولوں پر انہیں یقین نہیں مگر اس کے باوجود کچھ سیاسی، معاشرتی اور معاشی اغراض ہیں، جن کی خاطر وہ اپنی پیشانیوں پر اسلام کا لیبل چپکائے رہنے پر مجبور ہیں، اور ان میں اتنی جرأت نہیں کہ اسلام سے اپنے انقطاع کا اعلان کر دیں۔

اس کتاب کے شروع میں خود نیاز صاحب کے اقوال و دلائل بھی درج ہیں، ان کو پڑھ کر کوئی صاحب علم نیاز صاحب کی علمیت پر ماتم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو شخص "مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی" میں "ھوٰی" کا ترجمہ ہوائی باتیں کرے، "بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَھَا" میں "بِاَنَّ" کے معنی "جیسے" بتائے۔ "فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ" کا ترجمہ "ایک تختی میں محفوظ ہے" کرے، اس کو قرآن حکیم کے اعجازی کلام پر رائے زنی کرنے کا کیا حق ہے؟ منافقین کے جس استدلال بالقرآن سے رسول نے امت کے لیے پناہ مانگی تھی، نیاز صاحب نے اس کی یہ ایک نمایاں اور تازہ مثال پیش کی ہے۔

اگرچہ ان مضامین میں ان کی ہفوات کا مکمل جواب موجود ہے مگر پھر بھی ضرورت ہے کہ اس کتاب کو نقلی اور عقلی دونوں

اعتبار سے اور زیادہ مدلل کر کے ان حلقوں میں پہنچانے کی سعی کی جائے جو نیاز صاحب کی خاص صیدگاہ ہیں، یعنی کالجوں میں اور نئے تعلیم یافتہ مگر دین کی فہم سے محروم حلقوں میں۔

مولانا سید سلیمان صاحب کا مقالہ اپنے دائرہ بحث کے لحاظ سے باعتبار نقل مفصل اور جامع ہے مگر ہم کو ان کی اس بات سے اتفاق نہیں کہ "اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ میں "ایحا" کا لفظ بطور طنز کے آیا ہے۔ ... نہیں ہے بلکہ لفظ اپنے معنی کے بعض پہلوؤں سے مجرد کر کے خفیہ مشورہ ... کے معنی میں بولا گیا ہے۔ ڈاکٹر ناثر صاحب کا مضمون باوجود مختصر ہونے کے بہت پر مغز اور مفید ہے، مگر انھوں نے آخر میں "نئی روشنی کے علمبرداروں" کو جو مشورہ دیا ہے وہ بنیادی طور پر غلط ہے۔ یورپین مصنفین کے افکار اور "مذہبی تعلیمات" دونوں کو یکساں تنقید کا مستحق قرار دینا سخت ناانصافی ہے اور اس کے مشورے دینے کا مطلب یہ ہے کہ دین میں ایسا رخنہ پیدا کرنے کا سامان بہم پہنچایا جائے جس سے آئے دن نئے نئے نیاز نکلتے رہیں۔ دین کی تعلیم پر جرح و تعدیل اور بحث و تنقید ضرور کی جاسکتی ہے مگر اس کا مقام دائرۂ اسلام سے باہر ہے۔ اندر نہیں۔ اسلام کے اندر آنے کا مطلب تو یہ ہے کہ آدمی نے رسول کی تعلیمات کو بالکل برحق اور تنقید سے یکسر بالاتر تسلیم کر لیا ہے۔ اب اگر وہ ان میں غور و فکر کرے گا تو صرف مزید اطمینان قلب اور شرح صدر کے لیے، نہ کہ ان کی صحت اور سقم معلوم کرنے کے لیے۔ جس کسی کو ان کی صحت جانچنی ہو وہ اسلام کے دائرے سے باہر رہ کر اچھی طرح جانچ لے، پھر اگر اس کو ان کی صحت اور صداقت کا اطمینان ہو جائے تو اندر آئے۔ ورنہ باہر کا باہر ہی رہے۔

کتاب کے آخر میں ایک مضمون "مدیر البیان" کا بھی ہے جس میں حسب توقع لیکن بلاضرورت احادیث پر ... کی گئی ہے۔ احادیث کے بارے میں جماعت "امت مسلمہ" اور مدیر البیان کے خیالات کسی تعارف کے محتاج نہیں اور نہ ہی ترجمان کا مسلک اور اس کے دلائل کسی پر مخفی ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر یہ مضمون اس کتاب میں شامل نہ ہوتا یا وہ حصہ ... جس میں سے حذف کر دیا جاتا جس میں روایات پر رد و قدح کی گئی ہے، تو اچھا ہوتا۔ اس طرح کتاب کی افادیت، بے آمیز اور اس کی اشاعت، وسیع تر ہوتی۔

**علما اور اسلام** تصنیف مولوی مظہر الدین صاحب صدیقی بی۔ اے، ۸۲ صفحات۔ قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ:۔ دارالاشاعت نشأۃ ثانیہ۔ جدید ملے پلی۔ حیدرآباد دکن۔

یہ مختصر رسالہ اس سے پہلے "علمائے کرام کا مستقبل" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے، جس کو اب نئی ترتیب اور ترمیم و اضافہ کے بعد دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ مولف کے طرز نگارش اور ان کی اسلامی فہم و بصیرت سے ناظرین ترجمان القرآن ناواقف نہیں ہیں۔ موصوف نے اس رسالہ میں اختصار کے ساتھ یہ بتلایا ہے کہ علمائے اسلام کا حقیقی منصب کیا ہے اور ایک ایسے دین کے علمبردار ہونے کی حیثیت سے، جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ ان کا مقام کتنا بلند اور ان کی ذمہ داریاں کتنی گراں اور ان کے فرائض کتنے متنوع ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں اور اسلام کی تاریخ کے مختلف ادوار پر ایک اجمالی تبصرہ کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ علماء کس طرح بتدریج اپنے اس مقام سے علیحدہ اور اپنی ذمہ داریوں

سے غافل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آج ان کا قدم اپنی منزل اور شاہراہ منزل سے بالکل ناآشنا ہو کے رہ گیا ہے۔ حالانکہ نہ صرف اپنا فرض منصبی ہونے کی وجہ سے ان کو دین کی اقامت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے بلکہ اس لیے بھی کہ اس دین ——— یعنی اس نظام زندگی کے سوا اور کوئی دوسرا نظام، پریشانیوں کی ماری ہوئی دنیا اور مظلوم انسانیت کے درد کا درماں نہیں ہو سکتا۔

امید ہے کہ عام خوانندہ حضرات اور علمائے دین، سب کے لیے یہ چھوٹی سی کتاب مفید ثابت ہوگی۔ (م۔ ا)

**اسلام اور سود** | از جناب ڈاکٹر انور اقبال صاحب قریشی، ایم۔ اے۔ صدر شعبہ معاشیات، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد۔ دکن۔

شائع کردہ: ادارۂ معاشیات، فاطمہ منزل، حمایت نگر، حیدرآباد، دکن۔ صفحات ۲۰۰ قیمت مجلد تین روپے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی آنکھیں جو جدید مغربی علوم کے اولین مشاہدہ سے خیرہ ہو گئی تھیں۔ کہیں کہیں اب اپنی اصل فطری حالت کی طرف لوٹ رہی ہیں۔ چنانچہ زیر نظر کتاب "اسلام اور سود" میں مرعوب ذہنیت کے آثار نہیں پائے جاتے یعنی ڈاکٹر قریشی صاحب نے سود کی لعنت کو اسلام کے اصول و ضوابط کی کھینچ تان کر کے "کار خیر" ثابت کرنے کے بجائے خود معاشیات مغرب کی روشنی میں انسانیت کے لیے وجہ فساد ثابت کیا ہے۔ جناب مؤلف چونکہ معاشیات دور حاضر کے مختلف مدارس فکر سے اچھی طرح روشناس ہیں اس وجہ سے وہ اپنے مقالہ کو نباہنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ادھر "اسلامیات" سے بھی قابل قدر حد تک واقفیت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور کتاب کا دوسرا باب اس کی شہادت دیتا ہے۔ مگر درحقیقت موضوع جس محققانہ و مجتہدانہ دینی بصیرت کا متقاضی تھا، وہ اگر استعمال میں آئی ہوتی تو اس موضوع سے تعلق رکھنے والے مشہور سوالات زیادہ اطمینان بخش استدلال کے ساتھ حل ہو سکتے۔ مگر پھر بھی ہمارے نزدیک اس کتاب کی بہت قدر و قیمت ہے، اس وجہ سے کہ اس نے اسلامی معاشیات کے دائرہ میں "علمی تجدید" کا راستہ کھول کر ارباب تجدد کو بتا دیا ہے کہ مسلمانوں کی پیشقدمی کس سمت میں ہونی چاہیے۔ علاوہ بریں معاشی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو اس کے مطالعہ سے مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

**مجموعہ مقالات علمیہ** | مرتبہ و شائع کردہ: مجلس ادارت، حیدرآباد اکاڈمی، حیدرآباد، دکن۔ قیمت درج نہیں۔

حیدرآباد اکاڈمی کی طرف سے علمی مقالات کے چند مجموعے پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت ساتواں مجموعہ ہمارے سامنے ہے جس میں پانچ مضامین شامل ہیں۔ ان مضامین میں کوئی ایسا نہیں جو معلومات افزا نہ ہو، مگر گہری بات کہ دینی ضروری ہے کہ لکھنے والوں کے خیالات کے گھوڑے کسی خاص متعین نقطۂ نظر کے کھونٹے سے بندھے ہوئے نہیں ہیں اس لیے ہر طرف منہ مار لیتے ہیں۔ مثلاً مجموعہ کے سب سے اہم مضمون "حقائق حیات انسانی" کو ہم نے کچھ زیادہ توجہ سے پڑھا اور اس میں یہ دیکھا کہ کہیں تو اس میں مادیت نمودار ہو جاتی ہے اور کسی موقع پر "اسلام" کی خفیف سی چمک ظاہر ہو جاتی ہے اور کہیں دونوں خلط ملط نظر آتے ہیں۔ دیانتدار اہل قلم کو ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنے متعلق خوب سوچ کر یہ فیصلہ کر لیں کہ وہ مسلمان ہیں یا کچھ اور۔ پھر اگر وہ اپنی نظر میں مسلمان ثابت ہوں اور مسلمان ہی رہنا چاہیں تو براہ کرم اپنے "قلم" کو بھی مسلمان بنائیں!

**ناصر جنگ شہید** از جناب رہبر صاحب فاروقی، صفحات ۱۸۷، قیمت ؏ ملنے کا پتہ :۔ بیرون یاقوت پورہ، املی بن، مکان ۱۳۵۰/۵۲۲، حیدر آباد، دکن۔

یہ کتاب نظام الملک آصف جاہ بانی سلطنت آصفیہ کے جانشین نواب میر احمد خاں نظام الدولہ کے سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ واضح رہے کہ دکن کی سیاسی تاریخ کو جو اہمیت تاریخ ہند میں حاصل ہے، کچھ ویسی ہی اہمیت تاریخ دکن میں ناصر جنگ کے دور کی ہے، لیکن اس دور کے بہت مجمل حالات تاریخوں میں ملتے ہیں۔ اچھا ہوا کہ اب جناب رہبر فاروقی نے مطالعہ و تحقیق کے بعد اس دور کے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کردی ہیں۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات یقیناً مؤلف کی کاوش کی داد دیں گے۔

**آثار اقبال** مرتبہ جناب غلام دستگیر صاحب رشید، ایم، اے، عثمانیہ۔ شائع کردہ :۔ ادارۂ اشاعت اردو، حیدر آباد، دکن قیمت :۔ مجلد تین روپے ۱۲ آنے

علامہ اقبال کی شخصیت اور ان کے کلام کو مختلف اہل قلم مختلف پہلوؤں سے نمایاں کرنے میں مصروف ہیں اور آئے دن اس سلسلہ میں تشریحی اور تنقیدی مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اخبارات اور رسائل کے فائلوں سے ایسے ہی کچھ دلچسپ اور معلومات افزا مقالات کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔ ان مقالات کے لکھنے والوں میں نواب محمد بہادر خاں مرحوم، ڈاکٹر خلیفہ عبدالکریم، پروفیسر خواجہ عبدالحمید، مولانا اسلم جیراجپوری، ڈاکٹر میر ولی الدین، مولانا محمد علی مرحوم، پروفیسر رشید احمد صدیقی، مولانا نذیر الحق میرٹھی اور دوسرے ممتاز اصحاب شامل ہیں۔

جن لوگوں کو اقبال مرحوم سے دلچسپی ہے، ان کے لیے یہ کتاب قابل مطالعہ ہے۔

**تعارف قرآنی** از جناب ایم عبدالرحمٰن خاں صاحب، چہلیک، ملتان شہر۔

ناشر :۔ ایم ثناء اللہ خاں پبلشرز اینڈ بک سیلرز، ۲۶، ریلوے روڈ، لاہور، قیمت مجلد ؏

یہ کتاب اگرچہ کوئی اونچے درجہ کی محققانہ تالیف نہیں ہے، لیکن بہرحال چونکہ اس کا موضوع قرآن ہے اور قرآن کی بعض بصیرت افروز آیات کو اس میں ایک خاص نظم سے مرتب کرکے پیش کیا گیا ہے، اس وجہ سے کون مسلمان ہوگا جو اس کی پسندیدگی کا اظہار نہ کرے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، یہ کتاب خود قرآن کی آیات کے حوالہ سے قرآن کی مختلف حیثیتوں کو متعین کرکے پیش کرتی ہے۔ مثلاً اس کے چند عنوان ملاحظہ ہوں :۔ قرآن نے اپنے لیے کونسے نام استعمال کیے؟ قرآن کب اور کس طرح اتارا گیا؟ قرآن کس زبان میں نازل ہوا؟ کیا قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے؟ قرآن کے منکر کون ہیں؟ وغیرہ۔ ایسے ہی استفہامی عنوانوں کے ماتحت توضیحی آیتیں مع ترجمہ مرتب کی گئی ہیں۔ کتاب عام خواندہ طبقہ کے لیے مناسب ہے۔ (ن۔ص)

# اعلان

رسالہ ترجمان القرآن کے مندرجہ ذیل رسائل ہمارے دفتر میں موجود ہیں۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو منگوا سکتے ہیں۔ قیمت فی پرچہ ۸؍ ۱۳۵۲ھ :۔ صفر، جمادی الآخر، رجب، شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ۔ ۱۳۵۳ھ صفر، رجب، شعبان، رمضان۔ ۱۳۵۴ھ :۔ شعبان، ۱۳۵۵ھ : ربیع الثانی، رجب، شوال، ۱۳۵۶ھ شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ، ۱۳۵۷ھ رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ، ۱۳۵۸ھ جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ۱۳۵۹ھ ذی القعدہ، ذی الحجہ